eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

ڈاکٹر عاصمہ غلام رسول
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر ظفر حسین ہرل
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Dr. Asma Ghulam Rasool **Email:** fsd.bm1286@ubl.com.pk
Assistant Professor, Department of Punjabi, Govt. College University, Faisalabad.
Dr Zafar Hussain Harral **Email:** zafarharral@yahoo.com
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.

اختر شیرانی کی نظموں میں پنجابی ثقافت

PUNJABI CULTURE IN AKHTAR SHIRANI'S POEMS

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i01.95

ABSTRACT

Urdu poetry is a beautiful picturesque of the cultures of the sub-continent. It consists of norms, symbols, ideas, dresses, eatables, crockery, romantic heroes, dialects and folk stories of the multicultural society of Indo-Pak. Urdu poets portrayed the culture of Bengal, Bihar, Hyderabad, Lucknow, Bombay, Gujrat, Delhi, Kashmir, Afghan, Tribal, Sindh, Balochistan, and Punjab. This Article is about the portrayal of Punjabi culture in Akhtar Shirani's poetry. He sketched the Punjabi culture in his poems beautifully. His poetic verses and style describe the cultural elements of the civilization of Punjab. His loud voice is full of colourful aspects of his soil. He is warmly attached to his culture. His poetry is a beautiful metaphor for Punjab's culture, which inspires the reader regarding nature's aspects. He elaborates on the rural and urban life of Punjab.

KEYWORDS
Culture, Punjab, Soil, Akhtar Sherani, Urdu Poetry, Rural, Urban, Folk Poetry

Received: 10-May-22
Accepted: 15-Jun-22
Online: 30-Jun-22

کلیدی الفاظ: آریائی زبان، سنسکرت، انڈیا، ادب کے معیارات، امیر خسرو، فارسی، بولی، اشاعت، تشہیر

یہ مضمون اختر شیرانی کی نظموں میں پنجابی تہذیب و ثقافت کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ اختر نے اپنی نظموں میں اس تہذیب کی خوب صورت تصویر کشی کی ہے۔ ان کے الفاظ اس زندہ تہذیب کے مختلف عناصر کو بخوبی پیش کرتے ہیں۔ ان کے توانا لہجے میں پنجاب کے رنگ جابجا نظر آتے ہیں اور وہ ان رنگوں کو اپنی روح کی گہرائی تک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی شاعری پنجاب کی تہذیب کا زندہ استعارہ ہے جو قاری کو روح کی گہرائی تک سیر اب کرنے کا ہنر جانتی ہے۔

نظم عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مفہوم "موتیوں کو لڑی میں پرونا" ہے۔ ترتیب و تنظیم کا مفہوم بھی "نظم" کے لفظ سے واضح ہوتا ہے جب کہ اصطلاح میں لفظوں کا معینہ ضابطوں کے مطابق استعمال نظم کہلاتا ہے۔ اصطلاحِ شعر میں نظم سے مراد اشعار کا ایسا مجموعہ ہے جس میں ایک ہی مضمون اور خیال کو بیان کیا گیا ہو۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نظم کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "نظم بڑی، مسلک، مالا، موتیوں کو دھاگے میں پرونا، ترتیب، ربط و ضبط، تسلسل، عبارت کا ربط، ترتیب، جملے کی ساخت، اسلوب، انداز بیاں، موزوں کلام، شاعری، شعر گوئی، شعر، نثر کے مقابلے میں شاعری کی وہ صنف جو کسی ایک خاص موضوع پر ہوتی ہے۔ اس میں مسلسل اظہارِ خیال ہوتا ہے، بر خلاف غزل کے اس میں ہر شعر بالعموم ہم قافیہ ہوتا ہے بعض صورتوں میں ہم ردیف بھی ہوتا ہے۔ اس صنف کے لیے کوئی مخصوص بحر نہیں۔"(1)

اسی طرح نظم کے حوالے سے "نویں پنجابی شاعری دا مگھ مہاندرا" میں درج ہے:

> "نظم لئی موضوع دی کوئی قید نہیں۔ نظم کسے وی موضوع اتے بھانویں اوہ تاریخی ہووے یا جغرافیائی، دنیاوی ہووے یا معاشرتی، تہذیبی ہووے یا ثقافتی، سیاسی ہووے یا قومی، علمی ہووے یا ادبی دنیا دے ہر معاملے تے حیاتی دے ہر مسئلے اُتے لکھی جاسکدی اے۔
>
> نظم لئی ہیئت دی کوئی پابندی نہیں۔ ایس لئی نظم نکی توں نکی وڈی توں وڈی ملدی اے۔ کجھی اجیہیاں نظماں وی نیں۔ جیہناں دے شعراں دی گنتری ہزاراں دے نیڑے اے۔ نظم وچ اکو خیال تے مضمون نوں اک ای سار دے نال بیان کیتا جاندا اے۔"(2)

گویا نظم میں ہیئت اور اشعار کی کوئی پابندی نہیں، متنوع موضوعات کو نظم کے پیرائے میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ نظم میں شاعر کی داخلی کیفیات کے ساتھ ساتھ خارجی عوامل کی عکاسی بھی بخوبی کی جاتی ہے۔

پنجاب کا خطہ ایسا پاک خطہ ہے جہاں ہمیں تہذیبی اور ثقافتی زندگی بھرپور دکھائی دیتی ہے۔ اگر ہم پنجاب کے لوگ گیتوں کا ہی ذکر کریں تو ہمیں ان میں زندگی کا ہر رشتہ اور ہر موضوع ملتا ہے، یعنی یہ لوک گیت انسان کی پیدائش سے لے کر اس کے مرنے تک کی ساری زندگی کے ہر پہلو کو بیان کرتے ہیں۔ ان لوک گیتوں میں لوری، ڈھولے ماہیے، گدھے، بھنگڑے، ٹپے، بولیاں، جھومر، کِکلی، سٹھنیاں اور وین شامل ہیں۔

اسی طرح اس سرزمین میں ہمیں چاروں موسموں کے رنگ، ریت، ہریالی، سوکھا، پہاڑ، جنگل بیلے، جھکڑ، طوفان، بلبل کے گیت، پرندوں کی چہچہاٹ، گل و گلزار کے تذکرے، ندی نالوں، دریاؤں، نہروں اور بہتے جھرنوں کا شور، صبح کا منظر، کسان کا ہل چلانا، ٹھنڈی ہوائیں، چاند کی چاندنی، صحراؤں، الٹر مٹیاروں کی شوخیاں، بہادر نوجوانوں کی غیرت مندی، جذبہ حب

الوطنی، بزرگوں کا ادب اور نصیحتیں، معصوم بچوں کی اٹکل شرارتیں غرض کہ انسانی پاکیزہ، نایاب رشتے، ناتے اور جذبے بھرپور انداز میں نظر آتے ہیں۔

اُردو نظم میں اختر شیرانی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ پنجاب کے حسن اور ثقافت نے ان کے شعری ذوق کو نکھارا۔ ان کے یہاں کسان، چرواہا، جھونپڑی، دیا، بر کھارُت، ندیوں اور جھرنوں کا بیان جابجا نظر آتا ہے۔ نظم، کسان، ملاحظہ فرمائیں:

رگ رگ میں جوش محنت و ذوق عمل لیے
کھیتوں سے آرہا ہے کسان اپنا اہل لیے
تن پر قبائے گرد، گل افشاں کیے ہوئے
محنت کا غازہ رخ فروزاں کیے ہوئے
دنیائے ہست و بو یہ احسان اس کا ہے
خدمت کرے زمانے کی ایماں اس کا ہے (3)

دیکھا جائے تو کسان صرف پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان کے تمام صوبوں کے محنت کشوں کا نمائندہ ہے جس کی محنت اور جوش کی بدولت ہمیں سرسبز و شاداب فصلوں کی نعمت ملتی ہے اور پاکستان کے تمام صوبوں کا یہ حسن ہے کہ وہ کسی نہ کسی روپ میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔

پنجاب میں پنچایتی نظام کی بنیادیں نہایت مضبوط ہیں۔ لوگوں کے مسائل پنچایت کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور علاقے کا نمبر داران کے حل تجویز کرتا ہے۔ آج بھی عوام کی اکثریت عدالت اور کچہری کے چکروں میں پڑنے کی بجائے پنچایت میں مسئلوں کے بیان کو فوقیت دیتی ہے۔ اختر شیرانی کی نظموں میں پنچایتی نظام کی حمایت کے حوالے سے جابجا بیان ملتے ہیں:

او دیس سے آنے والے بتا!
کیا اب بھی وہاں کے پنگھٹ پر
پنہاریاں پانی بھرتی ہیں
انگڑائی کا نقشہ بن بن کر
سب ماتھے پہ گاگر دھرتی ہیں
اور اپنے گھروں کو جاتے ہوئے
ہنستی ہوئی چہلیں کرتی ہیں
او دیس سے آنے والے بتا(4)

پنجاب کے دیہات میں آج بھی لڑکیاں کنوؤں سے پانی بھرتی ہیں۔ سکھیاں سہیلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرتی بے فکری کے عالم میں سر پر گاگریں رکھے کنویں سے پانی بھر بھر لاتی ہیں جو پنجاب کی ثقافت کے حسین رنگوں میں سے ایک دل کش رنگ ہے۔

اسی طرح بھیڑ بکریاں چراتے چرواہے کا کردار بھی پنجاب کی ثقافت کا اہم عنصر ہے۔ بانسری بجاتا چرواہا آج کے دور میں کسی افسانوی دنیا کا کردار ہی معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت اس کا وجود افرادِ معاشرہ کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ صبح ہوتے ہی بھیڑ بکریوں کے ریوڑلے کر نکلتا ہے اور شام کی روشنی ختم ہونے سے پہلے اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچتا ہے۔

شفق کی چھاؤں میں چرواہا جب بنسی بجاتا ہے
تصور میں میرے، ماضی کے نقشے کھینچ لاتا ہے
نظر میں ایک بھولا بسرا عالم لہلہاتا ہے
وہ کھیتوں کی قطاریں اور وہ نظارہ باغوں کا
رسیلی بانسری کے ہمراہ جھلملاتا ہے(5)

برکھا کی بہاریں، چکی کی صدائیں، الھڑ مٹیاروں کے گیت، سکھیوں کا جھولا جھولنا اور ایسے بہت سے مناظر اور موضوعات اختر کی نظموں میں جا بجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ ایس اختر جعفری اختر شیرانی کی نظموں میں جیتے جاگتے پنجاب کا احوال بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

"جب ساون کا مہینہ آتا ہے تو ٹھنڈی ہوا کے لطیف جھونکے بدن میں گدگدی پیدا کر دیتے ہیں۔ خوشبو میں بھیگی ہوئی ہوا جوان دِلوں میں امنگیں پیدا کر دیتی ہے۔ اس سمے گاؤں کی الھڑ دوشیزائیں گھنے پیپل کی چھاؤں میں جھولا جھولنے گھروں سے باہر نکل آتی ہیں۔ اس وقت چھم چھم مینہ برستا ہے، کوئل کی مدھ بھری آواز باغوں کے کنجوں میں گونجتی ہے، پپیہے پی ہو پی ہو صدائیں گاتے ہیں۔ جھینگر شور مچاتے ہیں، مور رقص کرتے ہیں، پھولوں کی کیاریاں مہکنے لگتی ہیں۔(6)

اختر کی نظم "او دیس سے آنے والے بتا" اپنی نوعیت کی اہم نظم ہے۔ جس میں دیہات کی رونقوں، جنگل کی شادابیوں، پرندوں جانوروں اور مٹی کے ساتھ محبت کا انوکھا اظہار ملتا ہے، برکھارُت کی آمد، بازاروں گلیوں میں پھولوں کی فروخت، مور کا رقص، ملاحوں کے گیت، بانسری کی فضا۔۔۔ یہ سب تلازمے پنجاب کی زندہ تہذیب و ثقافت کے استعارے ہیں جن کا اس تہذیب سے گہرا اور مضبوط تعلق ہے۔

پنجاب کے دیہات میں مٹی کے دیے کا استعمال عام بھی ہے اور روایت بھی نہ صرف دیہات میں بل کہ پنجاب کی پوری تہذیب میں دیا روشنی اور امید کے استعارے کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ مزاروں اور درباروں پر لوگ اپنی منتوں کے سلسلے میں دیے روشن کرتے ہیں تو بیشتر گھروں میں آج بھی مختلف دنوں کی مناسبت سے دیے جلائے جاتے ہیں۔ اختر شیرانی کی نظم "جھونپڑی کا دیا" ملاحظہ کیجیے:

اک دیا دور سے ہنستا سا نظر آتا ہے
ننھے تارے کی طرح کرنیں سی برساتا ہے
گرچہ بجلی نہیں، شعلہ نہیں، مہتاب نہیں
پھر بھی رہگیر کو یہ راستہ بتلاتا ہے

ٹوٹ کر رہ گئی اس شاخ پر تارے کی کرن
یا کوئی جگنو چمک دور سے دکھلاتا ہے
جیسے ارمان کی ننھی سی کرن ہو دل میں
یوں کسی جھونپڑی میں رنگ یہ دکھلاتا ہے(7)

آج کی مشینی زندگی سے بیزار انسان ان نظموں کے مطالعے سے سادگی اور سکون کے ان اوصاف اور کیفیات کو اپنی روح کی گہرائی تک محسوس کرتا ہے جو عصرِ حاضر کے پیچیدہ اور مسائل سے بھرپور شب و روز میں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔ اختر شیرانی پنجاب کی تہذیب وثقافت سے جُڑے ہوئے ایسے شاعر ہیں جن کے کلام میں تصنع اور بناوٹ کا کوئی تصور نہیں، موسموں کا احوال، کھیتوں کی شادابی، چھم چھم برستی بارش، چرواہے کی بنسی، کسان کی مشقت غرض یہ کہ اس تہذیب کا ہر رنگ اختیر شیرانی کے ہاں ایک توانا آواز اور لہجے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اختر کی شاعری پنجابی تہذیب کا ایسا زندہ استعارہ ہے۔ جو قاری کی روح کو گہرائی تک سیراب کرنے کا ہنر جانتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، مدیرِ اعلیٰ اردو لغت تاریخی اصول پر، کراچی: اردو لغت بورڈ، جلد ششم، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۴۶

۲۔ عاصمہ غلام رسول، نویں پنجابی شاعری دا مکھ مہاندرا، لاہور: امام دین پبلشرز، جنوری ۲۰۰۹، ص ۳۲

3۔ اختر شیرانی، کلیات اختر شیرانی، مرتبہ: ڈاکٹر یونس حسنی، لاہور: ندیم بک ہاؤس، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۱۔ ۱۲

4۔ اختر شیرانی، کلیات اختر شیرانی، دہلی: مکتبہ انوکھا جاسوس، ۱۹۷۱ء، ص: ۱۴۳

5۔ اختر شیرانی، کلیات اختر شیرانی، مرتبہ: ڈاکٹر یونس حسنی، لاہور: ندیم بک ہاؤس، ۱۹۹۳ء، ص: ۷۶۹

6۔ ایس اختر جعفری، اختر شیرانی اور اس کی شاعری، لاہور: اشرف پریس ۱۹۶۴ء، ص ۳۵

7۔ کلیاتِ اختر شیرانی، مرتبہ: ڈاکٹر یونس حسنی، لاہور: ندیم بک ہاؤس ۱۹۹۳ء، ص: ۷۸۰